ڈاکٹر زاہد علی زاہدی
چیئرمین شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی
ڈاکٹر عباس حیدر زیدی
استاد گورنمنٹ ڈگری کالج، کورنگی، کراچی

مختار ثقفی: اسلامی تاریخ کی انقلابی مگر اختلافی شخصیت

Abstract:

Mukhtar b. Abu Ubaida al Thaqafi who captured Kufa, Iraq to take revenge of the blood of Imam Hussain. The character of Mukhtar has become dispted in the history and there are two types of views about him. According to one view Mukhtar was a liar, he captured Kufa for his own agenda and the slogan of vengeance for the the blood of Imam Hussain was nothing but a political game to get support from shias and alawites againts Ummayads and Zubairis. He allegedly claimed for prophet hood and used to utter sentences similar to the verses of Quran. Another view says that Mukhtar was a true follower of Islam and a hardcore supporter of Ali b. Abi Talib. He was arevolutionary leader who took revenge from the killers of the progeny of the Holy Prophet. In this articles Dr. Zahidi and Dr. Zaidi has critically analyzed the issue and the source material and concluded that Mukhtar was not a liar but he was a revolutionary leader.

کلیدی الفاظ

مختار، ثقفی، کوفہ، کربلا، حسین، حجاج بن یوسف، عبد اللہ بن زبیر

مقدمہ

یہ تو ہر دور میں ہوتا ہے کہ ایک قوم کے غدار کسی دوسری قوم کے ہیرو قرار پاتے ہیں۔ جو قوم ان کو ہیرو سمجھتی ہے وہ ان کی تعریف میں قلابیں ملادیتی ہے اور جو ان کو غدار قرار دیتی ہے وہ ان کی ہر اچھائی کو برائی سمجھتی ہے۔ بہت کم لوگ ہوتے ہیں جو اپنے ذاتی مفادات اور میلانات سے بالاتر ہو کر غیر جانبدارانہ رائے رکھتے ہیں۔ ایسے میں بعض اوقات کسی اہم شخصیت کی خوبیاں خامیوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں اور تاریخ میں ان کا کردار مسخ ہو جاتا ہے۔ اس کام کے پیچھے بعض اوقات محلاتی سازش اور مکروہ عزائم بھی کارفرما ہوتے ہیں۔

مختار ثقفی تاریخ اسلام میں ایک ایسی ہی انقلابی شخصیت کا نام ہے جن کا وجود ان کے اپنے زمانے ہی سے متنازعہ رہا ہے۔ ان کے بارے میں ہر دور کے اہل علم متضاد رائے رکھتے ہیں۔ ایک گروہ کا کہنا یہ ہے کہ انہوں نے شہر کوفہ میں اپنی حکومت قائم کرنے کے لئے حضرت امام حسین کے قاتلوں سے بدلہ لینے کا نعرہ لگایا اور ان کے قتل میں شریک اہم افراد کو قتل کیا اور سادات اور علویوں کی ہمدردی حاصل کی۔ اس طرح وہ مزید اپنی حکومت کو وسعت اور دوام دینا چاہتے تھے تاہم ان کی بدقسمتی کہ مصعب بن زبیر نے ان کا خاتمہ کر دیا۔ گویا مختار کی تمام تر تحریک اور جدوجہد اقتدار کے حصول کے لیے تھی اور خون حسین کا انتقام فقط ایک پرکشش نعرہ تھا۔ اس کی دلیل مختار اور عبد اللہ بن زبیر کی وہ گفتگو ہے جس میں مختار نے عبد اللہ کی بیعت کے وقت کوفہ کا حاکم بنانے کی شرط لگائی تھی اور اسی وقت بعض لوگوں کے کان کھڑے ہو گئے تھے۔ مختار کی اہلبیت سے محبت کو بھی زیر سوال لایا جاتا ہے اور اس کے لیے وہ واقعہ ثبوت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے کہ انہوں نے ایک موقع پر اپنے چچا سے کہا کہ امام حسن کو معاویہ کے حوالے کر دیں۔

اس کے برخلاف ایک دوسرے گروہ کا کہنا یہ ہے کہ مختار بن عبیدہ ثقفی ایک محب اہلبیت کا نام ہے اور انہوں نے جو کچھ بھی کیا وہ صرف اور صرف اہلبیت کی محبت اور ان کے دشمنوں کی دشمنی میں کیا۔ حضرت امام حسین کی مظلومانہ شہادت کے موقع پر چونکہ مختار قید میں تھے لہٰذا ان کی نصرت نہ کر سکے جس پر انہوں قلق تھا لیکن جیسے ہی رہا ہوئے انہوں نے قاتلان حسین کا پیچھا شروع کر دیا اور جیسے ہی موقع ملا حضرت امام حسین کے قاتلوں کو چن چن کر قتل کیا۔ جب بھی کوئی قاتل لشکر حسین ان کے سامنے آتا تو اس کے تمام

واقعات سنتے پھر اس پر آنسو بہاتے اور پھر اس کو عبرتناک سزا دیتے۔ اگر کوفہ میں ان کی حکومت کچھ عرصہ اور قائم رہتی تو یقیناً ان کا رخ شام کی طرف ہوتا لیکن آل زبیر نے کوفہ میں اپنی بالادستی قائم کرنے کے لیے مختار کو زیر کیا اور اس طرح بنی امیہ کی حکومت بچ گئی۔ دونوں نظریہ رکھنے والے اپنے اپنے تئیں دلائل رکھتے ہیں۔ ان کے مخالفین نے ان کے بارے میں کثرت سے لفظ "کذاب "یعنی "جھوٹا" استعمال کیا ہے۔ مخالفین نے مختار ثقفی کو نبوت اور نزول وحی کا مدعی بھی قرار دیا ہے نیز ان کو کیسانیہ فرقہ کی حمایت کرنے والا ظاہر کیا ہے۔ یہ تین بڑے الزامات لگائے گئے ہیں جن کی وجہ سے مختار کے دیگر کارنامے دھندلا گئے ہیں اور تاریخ میں ان کی شخصیت متنازعہ بن گئی ہے۔ اب ہم باری باری ان کا تجزیہ کرتے ہیں۔ سب سے پہلے ہم مختار ثقفی کے بارے میں اس حوالے سے روشنی ڈالیں گے کہ مخالفین نے انہیں کذاب کا لقب کیوں دیا ہے۔ اس حوالے سے جس حدیث کو سب سے زیادہ بیان کیا جاتا ہے وہ صحیح مسلم کی ایک حدیث ہے، جو اس طرح ہے:

حجاج بن یوسف نے عبد اللہ بن زبیر کی والدہ جناب اسماء کو مخاطب کر کے کہا کہ تو نے دیکھ لیا کہ ہم نے خدا کے دشمن عبد اللہ بن زبیر سے کیا سلوک کیا؟ اسماء نے اس کے جواب میں کہا کہ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حدثنا ان فى ثقيف كذابا ومبيرا فاما الكذاب فرأيناه واما المبير فلا اخالك الا اياه قال فقام عنها ولم يراجعها - ہمیں رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ ثقیف میں ایک کذاب اور فاسق ہو گا ہم نے کذاب تو دیکھ لیا ہے اور رہا فاسق تو میرا گمان ہے وہ تیرے سوا کوئی اور نہیں ہے۔"(۱)

یہی روایت حاکم نیشاپوری نے المستدرک میں(۲)، سلیمان بن داؤد نے مسند أبی داود(۳)، طبرانی نے المعجم الکبیر میں(۴)، ابن کثیر نے البدایۃ والنہایۃ میں(۵)، ابن عساکر نے تاریخ مدینۃ دمشق میں(۶)، مقریزی نے امتاع الأسماع میں(۷) بیان کی ہے اور اس میں کذاب سے مراد کون ہے اس کی نشاندہی نہیں کی گئی۔ اس حدیث کے متعلق اہم بات یہ ہے کہ صحیح مسلم میں لفظ کذاب کے بعد اس شخص کا نام نہیں لیا گیا لیکن نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ "وقولها فی الکذاب فرأیناه تعنی به المختار ابن أبی عبید الثقفی"(۸) یعنی کذاب سے مراد مختار ثقفی کو قرار دیا۔ ابن حجر نے الاصابۃ میں اسی حدیث کو صحیح مسلم کا حوالہ دے کر صحیح قرار دیا، ان کے الفاظ ہیں " أخرجه مسلم فی صحيحه عن أسماء بنت أبی بكر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يكون فی ثقيف كذاب ومبير فشهدت أسماء أن الكذاب ہو المختار المذكور-"(۹)

لیکن ابن حجر نے لکھا کہ "فشہدت أسماء أن الكذاب ہو المختار المذكور" حالانکہ صحیح مسلم میں جہاں یہ روایت آئی ہے کذاب سے مراد کون شخص ہے، اسے بیان نہیں کیا گیا۔ بالکل اسی طرح ابن کثیر نے الکامل فی التاریخ میں کذاب سے مراد مختار ہی کو قرار دیا اور اس حدیث کو صحیح مسلم کا حوالہ دے کر صحیح قرار دیا، ابن کثیر کے الفاظ ہیں "أما ان رسول الله صلى الله عليہ وسلم حدثنا أن فی ثقیف كذابا ومبيرا فأما الكذاب فقد رأيناه تعنى المختار وأما المبير فأنت ہو وہذا حديث صحيح أخرجہ مسلم فی صحيحہ۔"(۱۰)اس میں ابن کثیر "فقد رأيناه تعنى المختار" کے الفاظ کا اضافہ کرتے ہیں۔ اسی طرح ذہبی نے تاریخ الاسلام میں صحیح مسلم ہی کا حوالہ دے کر اس سے مراد مختار ثقفی کو لیا ہے۔ ان کے الفاظ ہیں "أما ان رسول الله صلى الله عليہ وسلم حدثنا أن فی ثقيف كذابا ومبيرا فأما الكذاب فقد رأيناه وأما المبير فلا اخالك الا اياه ۔ أخرجہ مسلم تعنى بالكذاب المختار بن أبی عبيد۔" (۱۱)

اس میں ذہبی "أخرجہ مسلم تعنى بالكذاب المختار بن أبی عبيد" کا اضافہ کر کے علمی اضافہ کے مرتکب ہوئے ہیں کیونکہ خود صحیح مسلم میں جہاں یہ حدیث آئی ہے، اس میں کذاب سے مراد مختار ثقفی کو قرار نہیں دیا گیا مگر چونکہ مختار اور حجاج دونوں ثقفی تھے لہٰذا یہ غلط فہمی ہو گئی۔ ممکن ہے کہ جناب اسماء کے نزدیک بھی کذاب سے مراد مختار ہوں تاہم انہوں نے کھل کر بیان نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ عبد اللہ بن زبیر اور مختار ثقفی کے درمیان ابتدا میں تو ہم آہنگی پائی جاتی تھی تاہم بعد میں ان کے راستے جدا ہو گئے۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ مختار ابن زبیر کو جبار سمجھتے تھے اور ابن زبیر جواب میں مختار کو کذاب کہتے تھے۔ خود عبد اللہ بن زبیر کی پالیسی بھی اہلبیت کے بارے میں یکساں نظر نہیں آتی کبھی تو وہ امام حسین کی شہادت پر بنی امیہ سے نالاں نظر آتے ہیں اور کبھی نماز سے آل محمد پر درود و سلام کو بھی ضروری نہیں سمجھتے کہ اس سے بنی ہاشم مباہات کرتے ہیں۔ جناب اسماء چونکہ ایک خاتون ہیں اور عام طور پر خواتین سیاسی اعتبار سے اپنے مردوں کی ہم خیال ہوتی ہیں اور مختار نے ابن زبیر کے لیے کئی مشکلات پیدا کیں اس لیے انہوں نے پیغمبر کی حدیث کو ان پر منطبق کر دیا مگر احتیاط کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑا اور واضح طور پر نام لینے سے گریز کیا۔ واضح رہے کہ بعض محدثین نے اوپر والی حدیث کو موضوع بھی کہا ہے۔ اس کے ساتھ یہ روایت بھی پیش نظر رہے جس کو فتوح میں ابن اعثم نے نقل کیا ہے کہ جناب اسماء نے حجاج سے کہا کہ "کذبت یا حجاج" (جھوٹ کہا تو

نے اے حجاج) اور پھر کہا کہ رسول اکرم نے فرمایا تھا کہ میری امت میں دو لوگ پیدا ہونگے افاک اور مبیر (انتہائی جھوٹا اور خونریزی کرنے والا) افاک تیرا امیر عبد الملک بن مروان ہے اور مبیر تو ہے۔(۱۲) اگر اس روایت کو صحیح مان لیا جائے تو پھر جناب اسماء کی نگاہ میں کذاب حجاج بن یوسف ہے نہ کہ مختار۔ واضح رہے کہ خود مختار کو بھی اس بات کا علم تھا کہ مخالفین ان کو کذاب کہتے ہیں۔ طبری کے مطابق مختار کہتے تھے:

ما من ديننا ترک قوم قتلوا الحسين يمشون احياء فی الدنيا آمنين، بئس ناصر آل محمد انا اذا الكذاب كما سمونی، فانی بالله استعين عليهم، الحمد الله الذی جعلنی سيفا ضربهم به، ورمحا طعنهم به، و طالب وترهم. ہمارا دین یہ نہیں کہتا کہ ہم اس گروہ کو زندہ چھوڑ دیں کہ وہ حسین کو قتل کریں اور محفوظ بھی رہیں۔ کتنا بد قسمت میں ناصر آل محمد ہوں کہ لوگ مجھے کذاب (جھوٹا) کہتے ہیں پس میں اللہ سے مدد طلب کرتا ہوں اور اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے وہ تلوار قرار دیا جس سے میں ضرب لگاتا ہوں اور وہ تیر قرار دیا ہے جس سے حملہ کرتا ہوں اور اللہ نے مجھے ان کے خون کا طالب بنایا ہے۔(۱۳)

بحار الانوار کے مطابق جب مختار نے ابراہیم بن مالک اشتر کو ابن زیاد سے مقابلہ کرنے کے لیے لشکر دے کر روانہ کیا تو ابن زیاد کے لشکر میں شامل ابن ضبعان کلبی نے سب سے پہلے مختار کو کذاب کہا۔(۱۴) الغرض مختار کو کذاب کہنے والے تو اس کے مخالفین تھے تاہم کذاب کہنے کا کوئی واضح سبب نظر نہیں آتا لگتا ہے کہ یہ سب کچھ اس اموی اور آل زبیر کا مختار کی دشمنی میں پروپگنڈہ کے سوا کچھ بھی نہیں۔ مخالفین نے مختار ثقفی کو نبوت اور نزول وحی کا مدعی بھی قرار دیا ہے حالانکہ مختار خود کبھی بھی اس کے دعویدار نہیں ہوئے۔ اس الزام کی بنیاد بھی انتہائی مضحکہ خیز ہے۔ جب مختار ثقفی کو دوبارہ اس وقت قید کر لیا گیا جب واقعہ کربلا کے بعد سلیمان بن صرد خزاعی نے توابین کے نام سے خروج کیا تھا تو اس وقت مختار قید میں تھے اور قید خانے میں برابر یہ کہا کرتے تھے۔ " أما ورب البحار والنخيل والأشجار والمهامه والقفار والملائكة الأبرار والمصطفين الأخيار لأقتلن كل جبار بكل لدن خطار ومهند بتار فی جموع من الأنصار ليسوا بميل أغمار ولا بعزل أشرار حتى اذا أقمت عمود الدين ورأيت شعب صدع المسلمين وشفيت غليل صدور المؤمنين وأدركت بثأر النبيين لم يكبر على زوال الدنيا ولم أحفل بالموت اذا أتى" ۔ مجھے سمندروں، درختوں، صحراؤں، فرشتوں اور برگزیدہ اخیار کے پروردگار کی قسم میں ان انصار و اعوان کے ساتھ جو نہ ڈرپوک ہیں اور نہ شریر۔ بذریعہ شمشیر ہر جبار و سرکش کو ضرور قتل کروں گا۔ اور جب میں نے دین کا ستون کھڑا کر دیا۔ مسلمانوں کے رخنہ کو دور کر دیا۔ مؤمنین کے دلوں کو شفا دے دی اور خاندان

انبیاء کا انتقام لے لیا تو پھر مجھے کوئی پروا نہیں کہ میری حکومت زائل ہو جائے اور مجھے موت آجائے۔(۱۵) مختار ثقفی نے یہاں قافیہ دار جملے استعمال کیے ہیں جس سے مخالفین نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ وہ چونکہ آیات قرآنی کے وزن پر کلام کرتے تھے لہٰذا اس بات کو خوب اچھالا گیا اور اسے یہ رنگ دے دیا گیا کہ مختار کو ادعیٰ تھا کہ اس پر وحی نازل ہوتی تھی۔ مختار کے بعض کلمات جو تاریخ میں درج ہوئے ہیں وہ مسجع اور مقفیٰ ہیں لیکن مختار نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ یہ کلمات وحی ہیں۔ قرآن کے وزن پر کلام کرنا اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ وحی ہو۔اس حوالے سے تحقیق کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ چونکہ مختار ثقفی مختلف موقعوں پر اس بات کا اظہار کیا کرتے تھے کہ وہ حضرت امام حسین کے خون کا انتقام ان کے قاتلین سے لیں گے چنانچہ بنو امیہ کے حامیوں اور حضرت امام حسین کے قتل میں شریک افراد نے ان کے خلاف یہ پروپیگنڈہ کیا کہ وہ "کذاب" یعنی "جھوٹے" ہیں۔ چنانچہ جب مختار ثقفی کو خبر ملی کہ سلیمان بن صرد خزاعی قتل کر دیئے گئے تو انہوں نے قید خانے میں اپنے ساتھیوں سے کہا۔"ثم قال لأصحابہ عدوا لغازیکم ہذا أکثر من عشر ودون الشہر ثم یجیئکم نبأ ہتر من طعن نتر وضرب ہبر وقتل جم وأمر رجم فمن لہا أنا لہا لا تکذبن أنا لہا"۔ اپنے اس غازی کے دن گن رکھو۔ دس دن سے زیادہ مہینہ بھر سے کم۔اس کے بعد تم حیرت انگیز باتیں سن لینا کہ اچانک برچھی چل گئی اور ایک وار نے ٹکڑے اُڑا دیئے بہت لوگ قتل ہو گئے اور سنگسار ہو گئے ۔جانتے ہو یہ کام کون کرے گا۔ میں کروں گا۔ تم سے جھوٹ نہیں کہتا۔ میں اس کام میں کامیاب ہوں گا۔"(۱۶) مختار اور ابن العرق کے درمیان جب گفتگو ہوئی تو انہوں نے ابن زیاد کے بارے میں کہا۔"قتلنی اللہ ان لم أقطع أناملہ وأباجلہ وأعضاءہ اربا اربا قال فعجبت لمقالتہ فقلت لہ ما علمک بذلک رحمک اللہ فقال لی ما أقول لک فاحفظہ عنی حتی تری مصداقہ "۔اگر میں اس کے ہاتھ پاؤں، رگ وپے اور اس کے اعضاء ٹکڑے ٹکڑے نہ کر ڈالوں تو خدا مجھے مارے۔ جس پر ابن العرق نے حیرت کا اظہار کیا کہ کیا سمجھ کر آپ نے یہ بات کی جس پر مختار ثقفی نے کہا کہ جو کچھ میں نے کہا اسے یاد رکھنا۔اور دیکھ لینا۔"(۱۷) پھر انہوں نے ایک اور پیشن گوئی کی کہ "فوربک لأقتلن بقتلہ عدہ القتلی التی قتلت علی دم یحیی بن زکریاء علیہ السلام قال فقلت لہ سبحان اللہ وہذہ أعجوبۃ مع الأحدوثۃ الأولی فقال ہو ما أقول لک فاحفظہ عنی حتی تری مصداقہ"۔ اپنے پروردگار کی قسم میں ان (حضرت امام حسین) کے

انتقام لینے میں اتنے افراد کو قتل کروں گا جتنے یحییٰ بن زکریا کے قتل انتقام میں قتل ہوئے ہیں۔ اس پر بھی ابن العرق نے تعجب کا اظہار کیا اور مختار ثقفی نے کہا کہ میں جو کہتا ہوں ایسا ہی ہو گا اسے یاد رکھنا اور دیکھ لینا۔"(۱۸)

ابن العرق نے مختار ثقفی کی ان ہی باتوں کو" الہام "سے تعبیر کیا اور کہا کہ فوالله ما مت حتی رأیت کل ما قالہ قال فوالله لئن کان ذلک من علم ألقی الیہ لقد أثبت لہ ولئن کان ذلک رأیا رآہ وشیئا تمناہ۔ واللہ میں نے اپنی زندگی ہی میں دیکھ لیا، جو کچھ اس نے کہا تھا وہی ہوا۔ واللہ اسے یہ الہام ہوا تھا تو ثابت ہو گیا اور اگر اس کی تمنا تھی تو پوری ہو گئی۔"(۱۹)

اسی الہام کو وحی کا درجہ دے کر اس بات کا پروپیگنڈہ کیا گیا کہ وہ وحی کا ادعیٰ کرتے تھے۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن زبیر نے مختار ثقفی کو کذاب قرار دیا۔ عباس بن سہل بن سعد کا بیان ہے کہ ابن زبیر نے مجھ سے مختار کے بارے میں پوچھا تو میں نے کہا کہ طائف کے لوگوں کو جبکہ وہ عمرہ کرنے آئے تھے یہ کہتے سنا کہ اسے تو یہ زعم ہے کہ میں صاحب غضب ہوں اور ظالموں کو تباہ کرنے والا ہوں جس پر ابن زبیر نے کہا کہ وہو یزعم أنہ صاحب الغضب ومبیر الجبارین قال قاتلہ اللہ لقد انبعث کذابا متکہنا ان اللہ ان یہلک الجبارین یکن المختار أحدہم۔ خدا اس پر لعنت کرے۔ بڑا جھوٹا ہے کاہن بنتا ہے۔ خدا ظالموں کو ہلاک کرے گا تو مختار کو بھی انہیں کے ساتھ ہلاک کرے گا۔"(۲۰)

اسی طرح شمر بن ذی الجوشن نے بھی مختار ثقفی کو کذاب کہا۔ جب شمر مختار ثقفی کے ڈر سے بھاگ رہا تھا تو راستے میں جب مسلم بن عبداللہ نے اس سے کہا کہ آپ ہمیں یہاں سے لے کر روانہ ہو جائیں، ہمیں یہاں ڈر لگ رہا ہے تو شمر نے اس سے کہا أو کل ہذا فرقا من الکذاب۔ میں اسے (مختار) کذاب کے خوف پر محمول کرتا ہوں۔"(۲۱) مختار ثقفی نے اپنی تحریک کے آغاز ہی میں بیان کر دیا تھا کہ وہ خون حضرت امام حسین کے انتقام کے لئے اُٹھے ہیں چنانچہ انہوں نے اپنی اس بات کا کئی بار اظہار کیا۔ اگر ائمہ اہلبیت کی حمایت نہ ہوتی تو یہ ناممکن تھا کہ اہل بیت کے چاہنے والے ان کا اس قدر بھرپور طریقے کے ساتھ دیتے۔ مخالفین نے مختار ثقفی کو کیسانیہ فرقہ کی حمایت کرنے والا ظاہر کیا ہے۔ شہرستانی کا کہنا ہے کہ أصحاب کیسان مولی أمیر المؤمنیین علی بن أبی طالب کرم اللہ وجہہ وقیل تلمذ للسید محمد بن الحنفیۃ رضی اللہ عنہ۔ اصحاب کیسان امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجھہ کے محب تھے۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ محمد حنفیہ کے شاگرد تھے۔"(۲۲) شہرستانی اس کے بعد مختاریہ فرقے کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "المختاریۃ۔أصحاب المختار بن أبی عبید الثقفی کان خارجیا ثم صار زبیریا ثم صار شیعیا

وكيسانيا قال بامامة محمد بن الحنفية بعد أمير المؤمنين على رضى الله عنهما وقيل لا بل بعد الحسن والحسين رضى الله عنهما۔ مختار یہ فرقہ مختار ثقفی کے ماننے والے ہیں۔ جو ابتداء میں خارجی تھا۔ اس کے بعد زبیری ہوگیا اس کے بعد اس نے مذہب شیعہ کیسانیہ کا اپنایا۔ مختار جناب محمد حنفیہ کی حضرت علی کے بعد امامت کا قائل ہوگیا۔ بعض کے مطابق وہ امام حسن اور امام حسن کے بعد محمد حنفیہ کی امامت کا قائل ہوگیا۔"(۲۳) ابن قتیبہ کا کہنا ہے کہ الكيسانية من الرافضة هم أصحاب المختار بن أبي عبيد۔ کیسانیہ فرقہ رافضیوں کا وہ فرقہ ہے جو مختار بن عبید کے ماننے والے ہیں۔"(۲۴) ابن خلقان کا کہنا ہے کہ وكان المختار بن أبى عبيد الثقفى يدعو الناس الى امامة محمد بن الحنفية ويزعم أنه المهدى۔ مختار لوگوں کو جناب محمد بن حنیفہ کی دعوت دیا کرتا تھا اور اس کا عقیدہ تھا کہ آپ ہی امام مھدی ہیں۔"(۲۵) جن تاریخ نویسوں نے مختار ثقفی کو فرقہ کیسانیہ کا ماننے والا بتایا ہے، ان کے مطابق مختار ثقفی چونکہ لوگوں کو محمد حنفیہ کی طرف دعوت دیتے تھے لہٰذا ان کے نزدیک مختار کا عقیدہ تھا کہ محمد حنفیہ ہی امام مہدی ہیں۔ تاریخ میں جہاں اس بات کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ جناب مختار لوگوں کو دعوت دیتے تھے کہ خون انتقام امام حسین میں میرا ساتھ دو، وہاں یہ بھی ذکر ہوا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میں" مہدی وقت "محمد بن حنفیہ کے پاس سے آیا ہوں۔ انہوں نے مجھے تمھاری طرف بھیجا ہے لیکن اس کا مطلب ہر گز یہ نہیں تھا کہ وہ محمد بن حنفیہ کو وہ امام مہدی مانتے تھے جو آخر زمانے میں ظاہر ہونگے۔ بلکہ " مہدی وقت "اس بات کا کنایہ ہے کہ اس زمانے کے مہدی محمد بن حنفیہ ہیں اور چونکہ اس وقت کے حالات کے پیش نظر حضرت امام حسین کے فرزند حضرت علی بن حسین نے مصلحت کے تحت خاموشی اختیار کی ہوئی تھی لہٰذا امام سجاد نے انتقام خون امام حسین کے معاملہ کو خود محمد بن حنفیہ کے حوالے کر دیا تھا۔ یہ بات مختار ثقفی کو بھی معلوم تھی، لہٰذا انہوں نے اس کام کو کرنے کے حوالے سے محمد بن حنفیہ ہی کا نام استعمال کیا۔ اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ محمد بن حنفیہ نے کوئی الگ مذہب بنالیا تھا یا مختار ثقفی کسی خاص فرقہ کا ماننے والا تھا یا اس نے کیسانیہ فرقہ بنایا تھا۔ خود جناب محمد حنفیہ نے واقعہ کربلا کے بعد جب امام زین العابدین واپس آئے تو ان سے امامت پر گفتگو کی اور بعد ازاں حجر اسود کے سامنے جاکر اس کا فیصلہ کر دیا کہ امام زین العابدین ہی امام ہیں۔ اس کے بعد کبھی بھی ان کی زبان پر امامت کا دعویٰ نہیں آیا۔ نہ ہی کیسانیہ فرقہ کے وجود کبھی شیعوں کے درمیان باقی رہا۔ البتہ اس میں شک نہیں کہ کئی لوگوں نے مہدی کے نام سے قیام کیا جیسے نفس ذکیہ نے بھی امام مہدی کے نام سے قیام کیا۔ جب مختار ثقفی کوفہ آئے تو اس وقت لوگوں سلیمان بن صرد

خزاعی کے گرد جمع ہوگئے تھے۔ مختار لوگوں سے کہتے تھے کہ میرے پاس حضرت امام حسین کے خون کا انتقام لینے کو آؤ۔ وہ جواب دیتے تھے کہ شیخ الشیعہ سلیمان بن صرد خزاعی ہیں۔ سب لوگوں نے ان ہی کی اطاعت اختیار کرلی ہے۔ وہ جواب میں کہتے تھے انی قد جئتکم من قبل المہدی محمد بن علی بن الحنفیۃ مؤتمنا مأمونا منتجبا ووزیرا ۔میں مھدی وقت محمد بن حنفیہ کے پاس سے آیا ہوں۔ انہوں نے مجھے اپنا وزیر و امین و معتمدعلیہ بنا کر تم لوگوں کے پاس بھیجا ہے۔(۲۶(اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مختار ثقفی کا تعلق اہلبیت کے ماننے والے اور چاہنے والے گروہ سے تھا۔ حضرت محمد حنفیہ نے کوئی کیسانیہ فرقہ نہیں بنایا تھا۔ نہ ہی وہ دعویٰ کرتے تھے۔ وہ حضرت امام حسین کے بعد حضرت علی بن حسین کی امامت کے قائل تھے۔ تاریخ میں جس کسانیہ فرقے اور مختاریہ فرقے کا ذکر کیا گیا ہے وہ مخالفین کی ایجاد ہے۔ مختار کا خارجی ہونا بھی تاریخ سے ثابت نہیں ہوتا۔ مختار ثقفی چونکہ اپنی تحریک کو جو حضرت امام حسین کے خون ناحق کا انتقام لینے کے لئے شروع کی تھی محمد حنفیہ سے منسوب کرتے تھے کہ میں ان کی جانب سے بھیجا گیا ہوں لہٰذا مخالفین اس غلط فہمی کا شکار ہوگئے ہیں کہ مختار ثقفی لوگوں کو محمد حنفیہ کی امامت کی دعوت دیتے ہیں۔ مختار ثقفی کی شخصیت کے حوالے سے آج بھی لوگ غلط فہمی کا شکار ہیں جیسے جامعہ کراچی کی شعبہ تاریخ اسلام کی استاد ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر نے مختار ثقفی کے خلاف ایک کتاب بعنوان "مختار ثقفی یکے از دھاۃ العرب" لکھی ہے۔ اس کتاب میں مختار ثقفی کی شخصیت کو مختلف حوالوں سے تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ اس کتاب پر دقت نظر کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کتاب دراصل طبری کی مشہور زمانہ کتاب "تاریخ طبری" کا چربہ ہے جسے مصنفہ نے تاریخ کی دیگر کتابوں سے حوالے دیکر اپنے نظریات کو ثابت کرنے کا ذریعہ بنایا ہے۔ انہوں نے مختار ثقفی کے حوالے سے بہت سی ایسی باتوں کا ذکر کیا ہے کہ جن کی تائید تاریخ کی ان مستند کتابوں سے بھی نہیں ہوتی جن کے حوالے انہوں نے دیئے ہیں۔ مثلاً ان کے الفاظ ہیں: قید میں مختار نبی یا کاہن کی شان میں اکثر یہ الفاظ جو قرآن کے مسجع اسلوب میں ہوتے، اپنے ملاقاتیوں کا دل بڑھانے کے لئے کہا کرتا"۔(۲۷(اس کے فوراً بعد انہوں نے مختار کے وہی جملے بیان کیے ہیں، جو وہ ہم اپنے مقالے میں پہلے بیان کر چکے ہیں۔ ان کے پاس بھی کوئی ایسا حوالہ نہیں ہے کہ مختار اپنے ان الفاظ کو وحی قرار دیتے ہوں یا خود کو نبی یا رسول سمجھتے ہوں۔ اسی طرح انہوں نے ایک قیدی کا ذکر کیا ہے کہ اس نے مختار کو خوش کرنے کے لئے کہا کہ اہل کوفہ سے لڑائی کی دوران میں نے دیکھا ہے کہ فرشتے ابلق

گھوڑوں پر آپ کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ مختار نے مجرم کو معاف کر دیا اور کہا کہ مسجد میں جا کر لوگوں کو اپنے تجربے سے آگاہ کرے۔(۲۸) یہاں تک انہوں نے واقعہ کی صحیح عکاسی کی ہے لیکن وہ یہ نہیں بیان کرتیں کہ مختار نے تخلیہ میں بلا کر اس سے کہا کہ انی قد علمت أنک لم تر الملائکۃ وانما أردت ما قد عرفت أن لا أقتلک فاذہب عنی حیث أحببت لا تفسد علی أصحابی -میں جانتا ہوں کہ تم نے ملائکہ کو نہیں دیکھا اور جس غرض سے تم نے یہ بات بنائی ہے کہ میں تمہیں قتل نہ کروں میں اس سے بھی واقف ہوں۔" اس کے بعد انہوں نے قیدی کو رہا کر دیا۔"(۲۹) ڈاکٹر نگار کے مطابق وہ قیدی رہا ہو کر جب مدینہ پہنچا تو مختار کی ہجو کہنے لگا لیکن تاریخ کے مطابق وہ بھاگ کر عبد الرحمان بن مخنف کے ساتھ ہو گیا جو بصرہ میں مصعب ابن زبیر کے ساتھ تھا۔(۳۰) انہوں نے تاریخ کے حوالے سے ایک کرسی کا ذکر بھی کیا ہے کہ جب مختار ثقفی اپنے لشکر بھیجتا تو کرسی بھی لشکر کے ساتھ ہوتی، ڈاکٹر نگار صاحبہ کے مطابق یہ حضرت علی کی کرسی تھی، ان کا کہنا ہے کہ "یہ کرسی، ایک مقدس ادارہ بن گئی، اسے غیبی قوتوں کا سرچشمہ سمجھا جاتا تھا، اس کا طواف کیا جاتا، ہر خطرہ اور مصیبت میں اس سے مدد مانگی جاتی، پانی اس کی معرفت برسوایا جاتا اور جنگ میں اس سے نصرت طلب کی جاتی "۔(۳۱)

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ ضعیف الاعتقاد لوگوں نے کرسی کا جلوس نکالا تھا اور جب مختار ثقفی نے ابراہیم ابن مالک اشتر کو اہل شام کے مقابلے کے لئے روانہ کیا تو یہ کرسی والے بھی آ گئے جس پر ابراہیم ابن مالک اشتر نے ان سے بیزاری اختیار کرتے ہوئے کہا اللہم لا تؤاخذنا بما فعل السفہاء سنۃ بنی اسرائیل والذی نفسی بیدہ اذ عکفوا علی عجلہم فلما جاز القنطرۃ ابراہیم وأصحابہ انصرف أصحاب الکرسی -اے اللہ تو ان جاہل احمقوں کی حرکتوں کا ہمیں ذمہ دار قرار نہ دینا۔ بخدا انہوں نے بالکل نبی اسرائیل کی نقل اتاری ہے جس طرح بنی اسرائیل گوسالہ کے گرد جمع ہو گئے تھے یہ کرسی کے گرد جمع ہو گئے ہیں۔ جب ابراہیم اور اس کی فوج پل سے گذر گئی تو یہ کرسی والے واپس چلے گئے۔"(۳۲) اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ مختار ثقفی کے سپہ سالار ابراہیم نے ان سے بیزاری اختیار کی اور جب وہ اور ان کی فوج پل سے گذر گئی تو کرسی والے واپس چلے گئے۔ جبکہ اگر واقعی یہ کام مختار ثقفی کا کیا ہوتا تو کرسی کو اس لشکر میں شامل ہونا چاہئے تھا۔ البتہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ لوگ اس کرسی کو اس وقت لشکر میں لے آئے جب ان کا مقابلہ عبید اللہ بن زیاد کی سرکردگی میں اہل شام سے ہوا۔ کیونکہ اس جنگ میں اہل شام کو بری طرح سے قتل کیے گئے تھے

لہٰذا لوگوں کا کرسی پر اعتقاد مزید بڑھ گیا اور ان کا اعتقاد کفر کی حد تک پہنچ گیا۔ اس کے بعد اسے کہیں چھپا دیا گیا۔(۳۳) تاریخ میں ایک روایت ایسی بھی ملتی ہے کہ جس میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص چونکہ قلاش ہو گیا تھا لہٰذا مختار سے مدد لینے کے لئے اس نے پرانی کرسی کو چمکیلی کر کے پیش کیا اور مختار کو بتایا کہ جس کرسی پر جعدہ بن ہبیرہ بیٹھا کرتا تھا وہ کرسی میرے پاس ہے جس پر مختار نے اسے بارہ ہزار درہم دیئے اور عوام کے سامنے اسے پیش کرتے ہوئے کہا کہ گزشتہ قوموں میں کوئی ایسی بات نہیں جو ہماری قوم میں موجود نہ ہو۔ جس طرح بنی اسرائیل کے پاس ایک تابوت تھا اسی ہمارے پاس یہ کرسی ہے۔(۳۴) لیکن اس روایت سے کہیں بھی یہ معلوم نہیں ہوتا کہ مختار کرسی پر اعتقاد رکھتا تھا بلکہ انہوں نے ان ضعیف العتقاد لوگوں پر طنز کرتے ہوئے انہیں بنی اسرائیل کے لوگوں سے تشبیہ دی۔ ڈاکٹر نگار کے مطابق مختار ثقفی ہی نے "مہدویت" کا تصور بھی متعارف کرایا۔ ان کے مطابق مختار نے ابن حنفیہ کو "مہدی" بتا کر خود کو ان کی جانب سے مامور قرار دیا۔(۳۵) ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ مختار ثقفی نے محمد حنفیہ کو مہدی وقت قرار دے کر خروج کیا تھا۔ ڈاکٹر نگار مختار ثقفی کے متعلق اپنی کتاب کا اختتام ان الفاظ میں کرتی ہیں "تاہم تاریخ مختار کو بری الذمہ قرار نہیں دے گی۔ اس نے عقائد کے نام پر بعض ایسی بدعات کی شروعات کی جس کے ڈانڈے کفر سے جا ملتے ہیں اور یوں محمد ﷺ کے لائے ہوئے اسلام کو فرقوں میں بانٹنے اور شدید ترین نقصان پہنچانے کا باعث بنا۔"(۳۶) ہماری دعا ہے کہ اللہ انہیں تعصب کی عینک اتار کر تاریخ کو اس کی اصل شکل میں دیکھنے اور اسے بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاریخ اسلام کے حوالے سے انہوں نے اپنی کتاب میں اور بھی کئی غلطیاں کی ہیں، جنہیں بیان کرنا ہمارے مقالے سے خارج از بحث ہے، تاہم افسوسناک بات یہ ہے کہ مختار جیسی انقلابی شخصیت تعصب اور تنگ نظری اور بنی امیہ اور ابن زبیر حامیوں کے پروپیگنڈہ کا شکار ہو گئی۔ ایک انصاف پسند مصنف کو تاریخ کی گرد کو صاف کر کے حقیقت کو ڈھونڈ کر نکالنا چاہئے۔ اب ہم تاریخ سے ان شواہد کو پیش کرتے ہیں جو مختار ثقفی کی حمایت میں ائمہ اہلبیت کے طرز عمل اور اقوال کی صورت میں ملتے ہیں۔ تاریخ میں صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ جب حضرت مسلم بن عقیل حضرت امام حسین کی طرف سے کوفہ آئے تو آپ مختار ثقفی ہی کے گھر تشریف لائے۔(۳۷) یہاں یہ بات بھی غور طلب ہے کہ حضرت امام حسین کو جن کوفیوں نے خطوط لکھ کر کوفہ آنے کی دعوت دی تھی ان میں مختار ثقفی کا نام شامل نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت مسلم کا کوفہ آکر مختار ثقفی کے گھر قیام کرنا

بذات خود مختار ثقفی کی اہل بیت سے حمایت کے حوالے سے اہم دلیل ہے۔اسی طرح ابن ابی الحدید المعتزلی نے اپنی کتاب شرح نہج البلاغہ میں (۳۸)اور ابن حجر نے اپنی کتاب اصابہ(۳۹) میں بیان کیا ہے کہ میثم تمار اور مختار کوفہ میں ابن زیاد کی قید میں تھے اور دونوں کے بارے میں قتل کیے جانے کا حکم ہوا تھا۔میثم نے مختار سے کہا کہ تم آزاد ہو جاؤ گے اور امام حسین کے خون کے انتقام کے لئے قیام اور خروج کرو گے اور ابن زیاد کو قتل کرو گے۔اس قسم کی پیشن گوئیوں سے تاریخ اسلام بھری پڑی ہے اگر یہ صحیح بھی ہیں تو کیا اس سے کہانت لازم آتی ہے؟ مختار کی بد قسمتی کہ شیعہ کتب میں بھی بعض اقوال مختار کے خلاف پائے جاتے ہیں تاہم علماء شیعہ ان کو تقیہ پر محمول کرتے ہی کیونکہ ائمہ اہلبیت مختار ثقفی کے بارے میں مثبت رائے رکھتے تھے،چنانچہ امام محمد باقر نے مختار ثقفی کے لئے فرمایا لا تسبوا المختار فانہ قتل قتلتنا وطلب بثأرنا وزوج أراملنا وقسم فینا المال علی العسرۃ ۔مختار کو برا بھلا نہ کہا کرو کیونکہ اس نے ہمارے قاتلوں کو قتل کیا اور ہمارا انتقام اور بدلا لیا اور ہماری بیواؤں کی تزویج کرائی ہے اور ہمارے فقراء اور تنگدست لوگوں پر مال تقسیم کیا ہے۔"(۴۰) شیخ طوسی نے اپنی کتاب "اختیار معرفۃ الرجال" ایک طویل روایت عبداللہ بن شریک سے نقل کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ: میں قربانی کے عید کے دن حضرت امام محمد باقر کی خدمت میں گیا،وہاں ایک شخص جو کوفے کا تھا اس نے امام سے اپنا تعارف کرایا کہ میں ابوالحکم بن مختار بن عبیدہ ہوں۔جب امام نے اسے پہچانا تو باوجود یکہ وہ آپ کے نزدیک ہی تھا آپ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنی طرف کیا اور اسے اپنے زانو پر بٹھایا اور اسے اپنے پہلو میں جگہ دی اور بہت ہی گرم جوشی سے اس کی احوال پرسی کی اور گفتگو فرمائی۔اس وقت جناب مختار کے فرزند امام علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کی کہ خدا آپ کے کاموں کی اصلاح فرمائے۔لوگ میرے باپ کے متعلق بہت زیادہ باتیں کرتے ہیں اور ان کے بارے میں مختلف چیزیں نقل کرتے ہیں لیکن صحیح وہی ہو گا جو آپ ان کے متعلق فرمائیں گے۔امام نے پوچھا کہ لوگ کیا کہتے ہیں؟اس نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ کذاب یعنی جھوٹا تھا۔امام نے تعجب سے فرمایا: سبحان اللہ۔میرے باپ نے فرمایا کہ میری ماں کا حق مہر وہ مال تھا جو جناب مختار نے بھیجا تھا۔اس کے بعد امام نے جناب مختار کی تعریف کی اور ان کے کردار کی قدردانی کرتے ہوئے فرمایا: کیا مختار نہ تھے جنہوں نے ہمارے خراب کئے ہوئے مکانوں کو تعمیر کرایا؟ کیا وہ ہمارے قاتلوں کا قتل کرنے والا نہیں تھا؟ کیا اس نے ہمارے خون کا بدلا نہیں لیا؟ خدا مختار پر رحم فرمائے۔میرے والد نے مجھے خبر

دی ہے کہ جب بھی جناب مختار امیر المؤمنین کی دختر فاطمہ کے گھر آتے تھے تو محترمہ آپ کا بہت زیادہ احترام کرتی تھیں اور آپ کے لئے فرش بچھاتی تھیں اور تکیہ ان کے لئے لگاتی تھیں اور وہ وہاں بیٹھا کرتے تھے اور آپ سے حدیث سنا کرتے تھے۔ اس وقت امام فرزند مختار کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا "خدا آپ کے باپ پر رحمت نازل فرمائے۔ اس نے ہمارا حق جس کے پاس بھی تھا ترک نہیں کیا بلکہ اس سے وصول کیا۔ ہمارے قاتلوں کو قتل کیا اور ہمارے خون کا بدلا لیا۔"(۴۱) اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مختار ثقفی کے بیٹے ابوالحکم بن مختار بن عبیدہ سے حضرت امام محمد باقر نے نہایت الفت و محبت کا اظہار کیا۔ اس کے علاوہ جب انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے لوگوں کا عقیدہ بیان کیا تو امام نے مختار ثقفی کی حمایت کی اور ان کے احسانات کا ذکر کیا۔ مختار ثقفی کے حوالے سے حضرت امام حسین کی ایک پیشن گوئی عاشور کے دن بھی ملتی ہے۔ روز عاشور جب لشکر یزید کی جانب سے پرچم لہرا دیئے گئے اور دشمن کے لشکر نے ہر طرف سے حضرت امام حسین کے خیموں کو انگوٹھی کے حلقے کی طرح گھیر کر محاصے میں لے لیا تو اس موقع پر حضرت امام حسین نے لشکر یزید کے سامنے ایک تقریر کی اور دوران تقریر لشکر یزید کو بددعا دیتے ہوئے فرمایا اللھم احبس عنھم قطر السماء وابعث علیھم سنین کسنی یوسف، وسلط علیھم غلام ثقیف یسقیھم کأسا مصبرۃ، ولا یدع فیھم أحدا الا قتلہ بقتلۃ وضربۃ بضربۃ، ینتقم لی ولأولیائی ولأھل بیتی وأشیاعی منھم، فانھم غرونا وکذبونا و خذلونا، وأنت ربنا علیک توکلنا والیک أنبنا والیک المصیر ۔اے اللہ! ان پر آسمان سے ہونے والی بارش روک دے، انہیں ایسے قحط سے دوچار کر جیسا قحط حضرت یوسف کے زمانے میں آیا تھا، ان پر قبیلہ ثقیف کے جوان کو مسلط کر دے جو انہیں ذلت وخواری کا مزہ چکھا دے اور ان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑے۔ یہاں تک کہ قتل کا بدلہ قتل سے اور چوٹ کا بدلہ چوٹ سے نہ لے لے اور میرا اور میرے انصار اور اہل بیت کا انتقام ان سے لے، کیونکہ ان لوگوں نے ہمیں دھوکہ دیا، ہمیں جھٹلایا اور ہماری حمایت اور مدد سے گریز کیا۔"(۴۲) یعقوبی کے مطابق مختار بن ابو عبیدہ ثقفی ایک مسلح گروہ کے ساتھ حضرت حسین بن علی کی مدد کے لئے نکلے تھے اور اسی موقع پر ابن زیاد نے انہیں پکڑ کر قید کر دیا تھا اور انہیں ڈنڈے سے اتنا مارا تھا کہ ان کی آنکھ پھٹ گئی تھی۔(۴۳) اسی طرح مختار ثقفی کی تحریک کا نعرہ تھا "یالثارات الحسین یعنی حسین بن علی کے مطالبہ خون کے لئے دوڑو" یہ نعرہ بلند کرنے والے ان کی فوج کے کمانڈر ابراہیم بن مالک اشتر تھے۔(۴۴) جب مختار ثقفی نے عبید اللہ بن زیاد کو قتل کرنے کے بعد اس کا سر حضرت امام علی بن

حسین کے پاس بھیجا تو آپ نے اس سر کو دیکھ کر فرمایا: أبعدہ اللہ الی النار" اللہ اسے آگ میں لے جائے "۔یعقوبی کے مطابق جس دن ان کے والد شہید ہوئے اس روز سے حضرت امام زین العابدین کو کسی نے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا سوائے اس دن کے جب عبید اللہ بن زیاد کا سر آپ کے لایا گیا تو اس وقت آل رسول نے کنگھی کی اور رنگ لگایا جبکہ حضرت امام حسین کی شہادت کے روز سے کسی عورت نے نہ کنگھی کی تھی اور نہ خضاب لگایا تھا۔(۴۵) یہ روایت واضح طور پر اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مختار ثقفی نے حضرت امام حسین اور ان کے ساتھیوں کے قاتلوں کو قتل کرکے آل رسول کے دلوں کو تسکین دی۔ کربلا میں حضرت امام حسین اور ان کے ساتھیوں کی شہادت، اہل حرم کا شہر کوفہ وشام کے بازاروں میں پھرایا جانا، ایسے واقعات تھے کہ جس نے اس زمانے میں بنوامیہ کے حوالے سے خوف کی فضاء پیدا کردی تھی۔ پھر پے درپے یزید کی حکومت کے خلاف واقعات رونما ہوئے۔ مدینہ میں عبداللہ ابن حنظلہ کے سربراہی میں اہل مدینہ نے یزید کے حکومت کو ماننے سے انکار کردیا جس پر یزید نے مدینہ پر چڑھائی کرنے کا حکم دے دیا، پھر مکہ میں خانہ کعبہ کو آگ لگادی گئی۔ یزید کے حکومت کے خاتمہ کے بعد توابین نے حضرت امام حسین کو کوفہ بلانے اور ان کی مدد نہ کرسکنے کے جرم میں اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کے حوالے سے خون امام حسین کا بدلہ لینے کے لئے قیام کیا لیکن ان کی تحریک زیادہ مؤثر ثابت نہ ہوسکی۔ حضرت امام حسین کی مظلومانہ شہادت کے بعد اب تک کوئی ایسی تحریک نہیں اُٹھی تھی جو قاتلان حضرت امام حسین کو کیفر کردار تک پہنچاتی۔ اس سلسلے میں مختار ثقفی کی تحریک سب سے زیادہ کامیاب رہی، جس کے نتیجہ میں قاتلان حضرت امام حسین میں اہم ترین اور نامور ظالمین قتل کیے گئے جن میں عبید اللہ بن زیاد، عمر بن سعد بن ابی وقاص، حفص بن عمر بن سعد، شمر بن ذی الجوشن، سنان بن انس، خولی بن یزید اصبحی، بجدل بن سلیم کلبی، حرملہ بن کاہل اسدی، حکیم بن طفیل سندسی، مرہ بن منقذ عبدی، عمرو بن حجاج، اسید بن مالک، جیسے ظالم شامل ہیں۔ مختار ثقفی نے چونکہ قاتلان حضرت امام حسین پر کاری ضرب لگائی تھی، لہٰذا ان نے خلاف مختلف حوالوں سے پروپیگنڈے کیے گئے، تاہم تاریخی حقائق اور ائمہ اہلبیت کے فرمودات کی روشنی میں مختار ثقفی اسلامی تاریخ کی انقلابی شخصیت ہیں جن کی قبر آج بھی زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

حوالہ جات

۱۔ مسلم النیشاپوری، صحیح مسلم، دار الفکر، بیروت، طبعۃ مصححۃ ومقابلۃ علی عدۃ مخطوطات ونسخ معتمدۃ، ج۷، ص۱۹۱

۲۔ حاکم النیشاپوری، متدرک، اشراف: یوسف عبد الرحمن المرعشلی، طبعۃ مزیدۃ بفہرس الأحادیث الشریفۃ، ج۳، ص۵۵۳۔۵۵۴

۳۔ سلیمان بن داود الطیالسی، مسند أبی داود الطیالسی، دار المعرفۃ، بیروت، طبعۃ مزیدۃ بفہرس الأحادیث النبویۃ الشریفۃ، ص۲۲۸

۴۔ طبرانی، معجم الکبیر، تحقیق و تخریج: حمدی عبد المجید السلفی، دار احیاء التراث العربی، مکتبۃ ابن تیمیۃ، القاہرۃ، ج۲۴، ص۱۰۳

۵۔ ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، تحقیق و تعلیق: علی شیری، الأولی، ۱۴۰۸ - ۱۹۸۸م، دار احیاء التراث العربی - بیروت، ج۶، ص۲۶۵

۶۔ ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، علی شیری، ۱۴۱۵، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع - بیروت - ج۴۹ - ص۱۹۵

۷۔ مقریزی، امتاع الأسماع، تحقیق و تعلیق: محمد عبد الحمید النمیسی، ۱۹۹۹، ۱۴۲۰م، منشورات محمد علی بیضون، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ج۱۲، ص۲۴۹

۸۔ نووی، شرح مسلم، ۱۴۰۷-۱۹۸۷م، دار الکتاب العربی - بیروت - ج۱۶ - ص۱۰۰

۹۔ ابن حجر، الاصابۃ، تحقیق: شیخ عادل أحمد عبد الموجود، شیخ علی محمد معوض، الأولی، ۱۴۱۵، دار الکتب العلمیۃ۔ بیروت - ج۶ - ص۲۷۶

۱۰۔ ابن الأثیر، الکامل فی التاریخ، ۱۹۶۶-۱۳۸۶م، دار صادر - دار بیروت، ج۴، ص۳۶۱

۱۱۔ ذہبی، تاریخ الاسلام، تحقیق: عمر عبد السلام تدمری، الأولی، ۱۴۰۷ - ۱۹۸۷م، بیروت، دار الکتاب العربی، ج۱، ص۳۹۷

۱۲۔ فتوح جلد۶، ص۳۴۳

۱۳۔ طبری جلد۶، ص۵۷

۱۴۔ بحار جلد۴۵، ص۳۸۱

۱۵۔ طبری، تاریخ الطبری، مراجعۃ و تصحیح وضبط: نخبۃ من العلماء الأجلاء، مؤسسۃ الأعلمی للمطبوعات - بیروت، قوبلت ہذہ الطبعۃ علی النسخۃ المطبوعۃ بمطبعۃ "بریل" بمدینۃ لندن فی سنۃ ۱۸۷۹م - ج۴ - ص۴۵۰-۴۵۱

۱۶۔ ایضاً، ج۴ - ص۴۷۰

۱۷۔ ایضاً، ج۴ - ص۴۴۳

۱۸۔ ایضاً، ج۴ - ص۴۴۳

۱۹۔ ایضاً، ج۴ - ص۴۴۴

۲۰۔ ایضاً، ج۴-ص۵۲۵

۲۱۔ ایضاً، ج۴-ص۵۲۸و۵۲۹

۲۲۔ شہرستانی، الملل والنحل، تحقیق: محمد سید کیلانی، دار المعرفۃ-بیروت-لبنان، ج۱-ص۱۴۷

۲۳۔ ایضاً، ج۱-ص۱۴۷-۱۴۸

۲۴۔ ابن قتیبۃ، المعارف، تحقیق: دکتور ثروت عکاشۃ، دار المعارف، القاہرۃ، ص۶۲۲

۲۵۔ ابن خلکان، وفیات الأعیان وأنباء أبناء الزمان، تحقیق: احسان عباس، دار الثقافۃ، لبنان، ج۴-ص۱۷۲

۲۶۔ طبری، تاریخ الطبری، ج۴، ص۴۳۴

۲۷۔ نگار سجاد ظہیر، ڈاکٹر، مختار ثقفی یکے از دھاۃ العرب، قرطاس، پوسٹ بکس نمبر ۸۴۵۳، کراچی یونیورسٹی، جنوری، ۲۰۰۴ء، ص۴۴

۲۸۔ ایضاً، ص۱۰۲

۲۹۔ طبری، تاریخ الطبری، ج۴، ص۵۲۷

۳۰۔ ایضاً، ج۴، ص۵۲۷

۳۱۔ نگار سجاد، مختار ثقفی یکے از دھاۃ العرب، ص۹۸

۳۲۔ طبری، تاریخ الطبری، ج۴، ص۵۴۹

۳۳۔ ایضاً، ج۴، ص۵۵۰

۳۴۔ ایضاً، ج۴، ص۵۵۰

۳۵۔ نگار سجاد، مختار ثقفی یکے از دھاۃ العرب، ص۹۷

۳۶۔ ایضاً، ص۱۰۵

۳۷۔ بلاذری، انساب الأشراف، تحقیق و تعلیق: شیخ محمد باقر المحمودی، الأولی، ۱۳۹۴، ۱۹۷۴م، مؤسسۃ الأعلمی للمطبوعات، بیروت، ص۷۷

۳۸۔ ابن أبی الحدید، شرح نہج البلاغۃ، تحقیق: محمد أبو الفضل ابراہیم، الأولی، ۱۳۷۸-۱۹۵۹م، دار احیاء الکتب العربیۃ - عیسی البابی الحلبی وشرکاہ، مؤسسۃ مطبوعاتی اسماعیلیان، ج۲-ص۲۹۳

۳۹۔ ابن حجر، الاصابۃ، تحقیق: شیخ عادل أحمد عبد الموجود، شیخ علی محمد معوض، الأولی، ۱۴۱۵، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ج۶، ص ۲۵۰

۴۰۔ ابن داوود الحلی، رجال ابن داود، تحقیق و تقدیم: سید محمد صادق بحر العلوم، ۱۳۸۲، ۱۹۷۲م، منشورات مطبعۃ الحیدریۃ، النجف الأشرف، منشورات الرضی، قم، ص۲۷۷

۴۱۔ شیخ الطوسی، اختیار معرفۃ الرجال، تصحیح وتعلیق: میر داماد الأستر ابادی، تحقیق: سید مہدی الرجائی، ۱۴۰۴، بعثت، مؤسسۃ آل البیت علیہم السلام لاحیاء التراث، قم، ج۱-ص۳۴۰

۴۲۔ البحرانی، شیخ عبد اللہ، العوالم، الامام الحسین (ع)، مدرسۃ الامام المہدی (ع)، الأولی المحققۃ، ۱۴۰۷-۱۳۶۵ش، أمیر - قم، ص۲۵۳

۴۳۔ أحمد بن أبی یعقوب بن جعفر بن وہب ابن واضح الکاتب العباسی المعروف بالیعقوبی، تاریخ الیعقوبی، دار صادر - بیروت، ج۲-ص۲۵۸

۴۴۔ ایضاً، ج۲-ص۲۵۸

۴۵۔ ایضاً، ج۲-ص۲۵۹